زمان و مکان اور وجود باری تعالیٰ: مذہب اور طبیعیات کی روشنی میں

The God and Time-Space In light of Religion and Physics

ڈاکٹر حافظ محمد شارق*

مریم نورین**

Abstract

The concept of Time and Space has been a topic of debate for hundreds of years among philosophers, but since the last century, the physicists are more interested in this issue especially after the emergence of Quantum physics. On the other hand, most of religion, more specifically Islam, declared God as eternal and the everlasting existence which is beyond or either outside the time and space. In the past centuries It was of course very difficult to perceive the idea of being timeless and infinite, as we live in physical realm and we experience things through our senses which are directly subjected to the limitations of materialistic nature and four dimensions. But today, this doctrine is more comprehensible and easier to grasp because of modern physics. A lot of researches have shaded a tremendous light and completely altered the past ideas about absolute time and space.

In this article, we shall examine how the notion of an eternal and infinite being relates to the modern ideas of Time and space. Moreover, we will explore the ideas of time and space in major religions of the world with regard to Almighty being.

Keywords: *God, Time and Space, physics, existence, dimensions, eternal, major religions.*

تمہید:

علم کی دنیا میں کچھ موضوعات ایسے بھی ہیں جو طبیعیات اور مابعد الطبیعات دونوں سرحدوں کو بیک وقت چھُوتے ہیں اور اسی وجہ سے یہ موضوع اس قدر پیچیدہ ہو جاتے ہیں انسانی عقل بسا اوقات اس کے آگے گھٹنے ٹیکنے سے مجبور دکھائی دیتی ہے۔ زمان و مکان کا مسئلہ بھی کچھ ایسا ہی موضوع ہے جس پر ایک جانب میدانِ فلسفہ کے شہسوار خامہ فرسائی کرتے دکھائی دیتے ہیں تو دوسری جانب عقل و منطق کے علم بردار سائنس دان بھی اس پر اپنی نپی تلی آرا کا اظہار کرتے ہیں۔ بقول وِل ڈیورانٹ زمان و مکان کے مسئلے میں اس قدر انتشار ہے کہ شائن میٹز اور آئن اسٹائن جیسے سائنس دان تک فلسفی کانٹ کے آگے ہتھیار ڈال چکے ہیں۔[1] تاہم جدید طبیعات نے زمان و مکان کے بارے میں جو تصورات دیے ہیں اس سے نہ صرف کائنات کے بارے میں بلکہ خدا کے بارے میں بھی ہمارے تصورات بدل چکے ہیں۔ جب ہم زمان و مکان کی بحث الہیاتی تناظر میں کرتے ہیں تو دراصل اس سے ہماری مراد یہی ہوتی ہے کہ خدا کا وجود وقت کے کس نقطے پر اور کس مقام پر ظاہر ہوا۔ جبکہ مذہب خدا کے بارے میں ازلیت کے دعویدار ہیں۔

* شعبہ عالمی مذاہب، وفاقی اُردو یونیورسٹی برائے فنون سائنس و ٹیکنالوجی، ۔

** پی ایچ۔ڈی ریسرچ سکالر، شہید بے نظیر بھٹو وومن یونیورسٹی، پشاور۔

ذاتِ الٰہی اور تحدیدِ زمان و مکان:

خدا پر ایمان رکھنے والے تمام مذاہب خدا کے بارے میں یہی یقین رکھتے ہیں کہ وہ زمان و مکان سے ماورا اور ازلی و ابدی ہے۔ تمام صحائف خدا کے بارے میں یہی اعلان کرتے ہیں کہ ازل سے (Eternal) ہے۔ قرآن مجید میں ذاتِ باری تعالیٰ کو اوّل و آخر قرار دیا گیا ہے۔ ارشاد ہے:

''هُوَ الْأَوَّلُ وَالْآخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ''[2]

''وہی سب سے پہلا اور سب سے پچھلا اور ظاہر اور پوشیدہ ہے اور وہی ہر چیز کو جاننے والا ہے۔''

اس آیت کی بہترین تشریح ہمیں اس دعا میں ملتی ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب سیدہ فاطمہ الزہرۃ رضی اللہ عنہا کو سکھائی۔ آپ نے دعا میں فرمایا:

''اللهُمَّ أَنْتَ الْأَوَّلُ فَلَيْسَ قَبْلَكَ شَيْءٌ، وَأَنْتَ الْآخِرُ فَلَيْس بَعْدَكَ شَيْءٌ، وَأَنْتَ الظَّاهِرُفَلَيْسَفَوْقَكَ شَيْءٌ، وَأَنْتَ الْبَاطِنُ فَلَيْسَ دُونَكَ شَيْءٌ''[3]

''خداوند تو ایسا اول ہے جس سے پہلے کوئی چیز نہیں اور ایسا آخر ہے جس کے بعد کوئی چیز نہیں۔ اسی طرح تو وہ ظاہر ہے اور غائب ہے کہ تجھ سے برتر اور اوپر کوئی وجود نہیں اسی طرح تو باطن اور پنہاں ہے کہ تجھ سے ماوراء کسی چیز کا تصور نہیں ہو سکتا۔''

ہندوؤں کا مقدس صحیفہ بھگود گیتا میں بھی یہی بات بیان کی گئی ہے کہ خدا کی ذات وقت کی بندش سے آزاد ہے اور وہ ہر قسم کے آغاز و اختتام سے بالاتر ہے۔ وہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ باقی رہے گا۔ ارجن شری کرشن کے توسط سے خدا کی بابت کہتے ہیں:

''آپ آغاز، درمیان اور اختتام کے بغیر ہیں۔''[4]

دونوں پہلو یعنی زمان و مکان کو ایک ساتھ خدا کے حوالے سے یوں بیا کیا گیا ہے۔

وہ [خدا] علام الغیوب، سب سے اوّل، سب پر خدائی کرنے والے، ذرے سے بھی باریک، سب کو پالنے والا، مادی تصور سے بالاتر اور ناقابل فہم ہے۔ وہ سورج کی طرح روشن اور مادی قدرت سے ماورالطیف ہستی ہے۔[5]

بائیبل کی کتاب یسعیاہ میں ہے:

"For thus saith the high and lofty One who inhabited eternity."[6]

خدا کی ذات کے بارے میں جو شکوک و شبہات بالعموم پیدا ہوتے ہیں وہ دراصل اسی زمان و مکان کے تصور سے ہی پیوست ہے۔ جدید طبیعات زمان و مکان (Time-Space) کے بارے میں جو کچھ کہتی ہے اور ان کی مدد سے ہم ذاتِ الٰہی کی بہتر تفہیم حاصل کر سکتے ہیں اور ایسے بہت سے شکوک رفع ہو جاتے ہیں جو ہماری محدود عقل کی وجہ سے پیدا ہوتے ہیں۔ بالخصوص مذہب کا یہ دعویٰ کہ خدا کی ذات زمان و مکان سے ماورا ہے، اسے جدید طبیعات کی روشنی میں پرکھنا بہت ضروری ہے۔

زمان و مکان کا تصور جدید طبیعات اور مذاہب کی روشنی میں:

انسان وقت کے بارے میں صدیوں سے غور و فکر کرتا آیا ہے۔ فلسفیوں اور سائنس دانوں نے اس کی مختلف تشریحات اور مفاہیم پیش کیے ہیں۔ ول دیورانٹ وقت کے بارے میں کہتے ہیں کہ وقت دراصل حرکت (Motion) کی اولاد ہے، اگر حرکت نہ ہو تو کائنات میں کوئی تبدیلی نہ ہو اگر کوئی تبدیلی نہ ہو تو وقت باقی نہ رہے۔ وقت جو پہلے اور بعد کا احساس ہے ایک بہاؤ کا احساس ہے اور اضافی حیثیت رکھتا ہے۔[7] ہم لمحات کو ایک مخصوص ترتیبی ٹکڑوں میں دیکھتے ہیں جسے ہم وقت کا شعور کہتے ہیں۔ یہی شعور ہمارے لیے مدرکات اور علم کے لیے "آج" اور "کل" کا تصور پیدا کرتا ہے جسے ہم وقت یعنی Time کہتے ہیں۔ اسی طرح زمان کے ساتھ ہمارے مدرکات (Perceptions) کی بدولت دوسرا تصور جو پیدا ہوتا ہے وہ مکان ہے۔ ہم بھی کسی شے کا تصور کرتے ہیں تو اسی کسی جگہ پر فرض کرتے ہیں، حتیٰ کہ خلا کا وجود سوچنا بھی ہمارے لیے مکان (Space) کے تصور سے وابستہ ہے۔

صدیوں سے انسان کا خیال یہی تھا کہ زمان و مکان نہ صرف یہ کہ مطلق (Absolute) ہے اور ہمیشہ سے (Eternal) ہے بلکہ یہ علیحدہ علیحدہ حیثیت رکھتے ہیں۔ مگر فزکس کے جدید نظریات نے یہ تصور باطل ثابت کرتے ہوئے یہ دریافت کر لیا ہے کہ کائنات اور زمان و مکان دونوں ہی حادث ہے۔ اسٹیفن ہاکنگ اپنی کتاب The Brief History of Time میں لکھتے ہیں۔

> "Both Aristotle and Newton believed in absolute time. That is, they believed that one could unambiguously measure the interval of time between two events, and that this time would be the same whoever measured it, provided they used a good clock. Time was completely separate from and independent of space. This is what most people would take to be the commonsense view. However, we have had to change our ideas about space and time."[8]

> "ارسطو اور نیوٹن دونوں ہی مطلق زمان پر یقین رکھتے تھے۔ انھیں یقین تھا کہ دو واقعات کا درمیانی وقت بغیر کسی ابہام کے ناپا جا سکتا ہے اور اگر اچھی گھڑی استعمال کی جائے تو پیمائش خواہ کوئی بھی کرے، وقت ہمیشہ یکساں ہی رہے گا۔ نیز یہ کہ زمان مکان سے مکمل طور پر آزاد ہے۔ یہ باتیں گو کہ عقل عام (Common sense) کے طور لیے جاتے تھے لیکن ہمیں بہر حال زمان و مکان کے بارے میں اپنے خیالات بدلنے پڑے۔"

یہ واضح رہے کہ مادے کی تخلیق سے پہلے زمان و مکان بھی اپنا وجود نہیں رکھ سکتے کیونکہ کا تعلق وجود (Existence) سے ہے اور تبھی زمان و مکان (Time & Space) کا بھی ظہور ممکن ہے جب مادہ اپنی نمو پائے۔ بغیر کسی وجود کے زمان و مکان کا ہونا محل نظر ہے۔ کائنات کے بارے میں سائنس دان شواہد کی روشنی میں یہ متفق علیہ طور پر تسلیم کرتے ہیں کہ اس کا ایک خاص نقطہ آغاز (Beginning) ہے،[9] اور تقریباً 15 ارب سال پہلے کائنات تخلیق ہوئی ہے۔ یہی وہ لحظہ تھا جب کائنات کی تخلیق کے ساتھ ہی زمان و مکان (Time Space) بھی ظاہر ہوا۔ اسٹیفن ہاکنگ کہتے ہیں کہ زمان و مکان کا نقطۂ آغاز انفجارِ عظیم (Big bang) ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

"Almost everyone now believes that the universe and time itself had a beginning at the big bang."[10]

زمانہ قدیم میں مشہور یہودی فلسفی موسی بن میمون بھی خدا اور وقت کے بارے یہی تصور پیش کرتے ہیں:

"In the beginning God alone existed, and nothing else.... Even time itself is among the things created; for time depends on motion, i.e., on an accident in things which move, and the things upon whose motion time depends are themselves created beings, which have passed from non-existence into existence. We say that God existed before the creation of the Universe, although the verb existed appears to imply the notion of time; we also believe that He existed an infinite space of time before the Universe was created; but in these cases, we do not mean time in its true sense. We only use the term to signify something analogous or similar to time."[11]

جدید نظریات کی بنا پر زمان و مکان سے متعلق خیالات پر سب سے پہلی زد تصورِ زمان پر لگی۔ ہمارے دماغ میں وقت کا احساس اس قدر پیوست ہے کہ حقیقی زندگی میں ہم اپنے ذہن کو اس تصور سے فوقیت دینے کی بھی اہلیت نہیں رکھتے، غالباً اسی وجہ سے انسان نے صدیوں تک یہی پسند کیا کہ وہ وقت کے بارے میں سادہ سا تصور رکھے اور کسی طرح وقت اس کے حیطہ ادراک میں ہی رہے، مگر یہ ہماری محض آرزو ہی رہی۔ جدید طبیعیات نے نظریہ وقت کو ہمارے ادراک کی سرحدوں سے ماورا کر دیا ہے۔ کوانٹم فزکس اور آئن اسٹائن کے نظریہ اضافیت نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ وقت مطلق نہیں بلکہ اضافی ہے۔ کوانٹم فزکس مشہور سائنس دان پال ڈیویس لکھتے ہیں:

The first casualty of the special history was the belief that time is absolute and universal and universal. Einstein demonstrates that time is, in fact, clastic and can be stretched and shrunk by motion. Each observer carries around his own personal scale of time, and it does not generally agree with anybody else's. In our own frame, time never appears distorted, but relative to another observer who is moving differently. Our time can be wrenched out of step with their time.[12]

"نظریہ اضافیت کا پہلا شکار وقت سے متعلق یہ اعتقاد تھا وقت مطلق اور کائناتی ہے۔ آئن اسٹائن نے واضح کر دیا کہ فی الحقیقت وقت میں لچک ہے اور یہ حرکت کے ساتھ پھیلتا اور سکڑتا ہے۔ ہر شاہد وقت کا اپنا ذاتی پیمانہ رکھتا ہے جو کسی دوسرے مشاہدہ کرنے والے کے وقت کے ساتھ یکساں نہیں ہوتا۔ ہمارے اپنے پیمانے کے لحاظ سے وقت کبھی مسخ شدہ نہیں ہوتا مگر دوسرے شاہد کے اضافیت سے جو مختلف رفتار سے حرکت کر رہا ہو ہمارا وقت دوسرے شاہد کے وقت کے برابر نہیں ہوگا۔"

مزید لکھتے ہیں کہ:

The revolution in our conception of time which has accompanied the theory of relativity is best summarized by saying that, previously, time

was regarded as absolute, fixed, and universal independent of material bodies or observers. Today time is seen to be dynamical. It can stretch and rates are not absolute, but relative to the state of motion or gravitational situation of the observer. [13]

"وقت سے متعلق ہمارے نظریات میں جو انقلاب نظریہ اضافیت کی وجہ سے آیا ہے اس کا خلاصہ اس طرح بیان کیا جا سکتا ہے کہ اس نظریے سے پہلے ہمارا وقت کا تصور یہ تھا کہ وہ مطلق جامد اور آفاقی ہے اور طبعی اجسام اور ناظرین سے غیر متاثر اور آزاد ہے۔ آج کل تصور یہ ہے کہ وقت قوت متحرکہ رکھتا ہے۔ وہ کھینچ سکتا، پھیل سکتا اور سکڑ سکتا اور خمیدہ ہوتا ہے حتیٰ کہ سینگولیرٹی (Singularity) میں بالکل تھم جاتا ہے۔ گھڑیوں کی رفتار مطلق نہیں ہے بلکہ ناظر کے سفر کی رفتار اور اس پر کشش ثقل کے اثرات کے تحت اضافی ہے۔"

زمان کی طرح مکان بھی ہماری زندگی کے تجربے کا لازمی حصہ ہے۔ ہم بحیثیت انسان مکان کے قیود میں رہتے ہوئے ہی سوچتے ہیں اور عالم مشہود کی بابت ہمارا ادراک زمان و مکان پر ہی مشتمل ہے۔ انسائیکلوپیڈیا بریٹینکا آن لائن کے مطابق مکان (Space) ایک ایک لامحدود سہ جہتی Extent ہے جس میں اشیاء اور واقعات ظہور پذیر ہوتے ہیں۔[14] آئن اسٹائن مطابق خلاء جیسی کوئی حقیقت نہیں جو اپنے عرض کے بغیر ہو۔ زمان و مکان اپنے آپ میں کوئی وجود نہیں رکھتے بلکہ کائناتی فیلڈ کی ایک خصوصیت ہے۔[15] یہ واضح رہے کہ مادے کی تخلیق سے پہلے زمان و مکان بھی اپنا وجود نہیں رکھ سکتے کیونکہ کا تعلق وجود (Existence) سے ہے اور تبھی زمان و مکان (Time & Space) کا بھی ظہور ممکن ہے جب مادہ اپنی نمو پائے۔ بغیر کسی وجود کے زمان و مکان کا ہونا محل نظر ہے۔ اس مسئلے کو سمجھنے کے لیے ہمیں وجود کی بابت ایک دوسرے پہلو سے سوچنا پڑے گا۔ جب ہم وجود کی بات کرتے ہیں تو دراصل وجود کی بھی ایک اپنی ہی تعریف یا خدوخال ہمارے ذہن میں موجود ہوتی ہے۔ اسے بلیک ہول کی مثال سے باسانی سمجھا جا سکتا ہے۔ جب ہم کہتے ہیں کہ Black Hole (روزنِ سیاہ) وجود رکھتے ہیں جبکہ حقیقت Black Hole وجود نہیں بلکہ Nothingness کی ہی صورت ہے۔

"Strictly speaking, black holes do not exist. Moreover, holes, of any kind, do not exit. You can talk about holes of course. For instance, you can say: "there is a hole in the wall". You can give many details of the hole: it is big, it is round-shaped, light comes in through it. Even, perhaps, the hole could be such that you can go through it to the outside. But we are sure that you do not think that there is a thing made out of nothingness in the wall. Certainly not. To talk about the hole is an indirect way of talking about the wall. What really exists is the wall. The wall is made out of bricks, atoms, protons and leptons, whatever. To say that there is a hole in the wall is just to say that the wall has certain topology, a topology such that not every closed curve on the surface of the wall can be continuously contracted to a single point. The hole is not a thing. The hole is a property of the wall."[16]

"دوٹوک کہا جائے تو بلیک ہول جودہی نہیں رکھتے۔ مزید بر آں کسی بھی قسم کا شگاف (Hole) اصلاوجود ہی نہیں رکھتا۔ آپ شگاف کے بارے میں بات کر سکتے ہیں، مثلاً آپ کہہ سکتے ہیں کہ دیوار میں سوراخ ہے، آپ اس کی تفصیل بھی بتا سکتے ہیں کہ وہ بڑا اور دائرہ نما ہے اور اس میں سے روشنی گزرتی ہے، حتیٰ کہ شگاف اس قدر بھی ہو سکتا ہے کہ آپ خود بھی بنفیس اس میں سے گزر جائیں، مگر ہمیں یقین ہے کہ آپ ایسا نہیں سوچتے کہ یہ کوئی ایسی چیز ہے جو نیستی سے بنی ہوئی ہے۔ ہر گز نہیں! اُس شگاف کے بارے میں بات کرنا دراصل بالواسطہ دیوار کی بابت بتانا ہے۔ جو چیز حقیقتاً موجود ہے وہ دیوار ہے جو کہ اینٹوں سے بنی ہے، ایٹم سے، پروٹون، لیپٹون یا کسی اور ذرے سے بنی ہوئی ہے۔ یہ کہنا کہ اس میں شگاف ہے دراصل یہ کہنا ہے کہ دیوار میں مخصوص جیومیٹریکل صورت (Topology) نظر آرہی ہے۔"

ماضی میں بالعموم مکان کو خلا یا ایک بے کراں جوف (Booted Void) خیال کیا جاتا تھا مگر جدید تحقیقات کے بعد سائنس دان یہ تسلیم کر چکے ہیں وقت اور مکان وقت فی الحقیقت مطلق نہیں اور ایک دوسرے سے آزاد نہیں ہیں بلکہ اضافی (Relative) ہے۔ چنانچہ اب اسے مکان زمان (Space-Time) کہا جاتا ہے، مکان زمان اب لمبائی، چوڑائی اور گہرائی کے بعد کائنات کی چوتھی جہت (Dimension) تسلیم کی گئی ہے۔[17]

اضافیت وقت، مذاہب عالم میں:

یہ دلچسپ بات ہے کہ مذہبی صحائف میں بھی ہمیں بعض اشارے ایسے ملتے ہیں جس سے وقت کے اضافی ہونے کا قرینہ ملتا ہے۔ ہندوؤں کے مقدس صحیفے اتھر وید میں کال یعنی وقت کے دیوتا کے بارے میں ایک مناجات منقول ہے جہاں یہ صراحت کی گئی ہے کہ وقت کے بارے میں ہر انسان کا ادراک مختلف ہوتا ہے۔[18] نیز ایک اور کتاب شری مد بھگوتم پران میں یہ واقعہ ملتا ہے کہ راجہ کاکودمی جسے مادہ کی تمام اسرار و رموز پر مہارت حاصل تھی، جب آسمانی دنیا میں برہما کے پاس گیا تو وہاں پہنچ کر اسے معلوم ہوا کہ دنیا میں 4,320,000 برس گزر چکے ہیں اور اس کی کئی نسلیں اب فوت ہو چکی ہیں جبکہ اسے وہاں پہنچنے میں چلد لمحات ہی ہوئے تھے۔[19] قرآن مجید میں یہ واقعہ مشہور ہے کہ پیغمبر سلیمان علیہ السلام کے دربار کے ایک فرد جسے مخصوص علوم پر مہارت حاصل تھی، پلک جھپکنے سے بھی پہلے 900 میل دور موجود تختِ بلقیس سلیمان علیہ السلام کے دربار میں حاضر کر دیا۔[20] بے شک یہ دونوں واقعات طئی مکانی اور طئی زمانی (Space-Time Dilation) کی نہایت عمدہ مثال ہیں۔ اس کے علاوہ قرآن مجید میں بہت سی آیات ہیں جن میں وقت کی اضافیت کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ مثلاً سورۃ بنی اسرائیل میں ہے کہ روزِ محشر جب اللہ انسان کو جمع کریں تو انسان یہی خیال کرتے ہوگے کہ ہم دنیا بہت تھوڑا عرصہ ٹھہرے ہیں۔[21]

یہ واضح رہے کہ حرکت سے پہلے زمان و مکان بھی اپنا وجود نہیں رکھ سکتے کیونکہ کا تعلق وجود (Existence) سے ہے اور وجود خواہ وہ کسی بھی صورت میں ہو، اسی کے بعد زمان و مکان (Time & Space) کا ظہور ہوا ہے۔ سائنس دانوں کے بیان کردہ ان حقائق سے پتہ چلتا ہے کہ اگر کائنات اور اس کے پیچھے زمان مکان حادث ہے تو اس کی ایک علت بھی ہونی چاہیے کیونکہ قانونِ علت کے

مطابق کائنات میں ہر حرکت و تغیر کے پیچھے ایک علت (Cause) ہوتا ہے۔ معروف ماہر لسانیات ولیم وٹنی اپنے مشہور انسائیکلوپیڈیا میں اس بارے میں لکھتے ہیں:

> Every event is the result or sequel of some previous event, or events, without which it could not have happened and which being present it must take place.[22]

قانون علی یا علت و معلول (Law of Causality) کائنات کا ایک آفاقی قانون ہے جس کا انکار جزوی اختلاف سے قطع نظر کوئی بھی فلسفہ نہیں کر سکتا۔ اس قانون کی رو سے کائنات کا ہر مظہر، ہر واقعے اور ہر تبدیلی کی کوئی نہ کوئی علت ہوتی ہے، علت وہ ہے جو زمانی لحاظ سے پہلے ہوتی ہے۔[23]

زمان و مکان کی تحدید اور وجود باری تعالیٰ:

مذکورہ بالا قانون کی روشنی میں جب کائنات کے وجود کو دیکھتے ہیں عقل لامحالہ یہ کہتی ہے کہ اس کائنات کے پیچھے کوئی سبب یا علت لازماً ہے۔ کیونکہ کائنات ابدی یا ہمیشہ سے نہیں ہے بلکہ حادث ہے چنانچہ:

۱۔ ہر وجود جو اپنا آغاز رکھتی ہے، اس کے پیچھے ایک علت ہوتی ہے۔

۲۔ کائنات کا ایک نقطہ آغاز ہے۔

۳۔ چنانچہ کائنات کی تخلیق میں علت موجود ہے۔

یہ بات مسلمہ ہے کہ حادث کائنات کے پیچھے بھی علت (Cause) موجود ہے جو ظاہر ہے کہ مادہ اور زمان و مکان سے ماورا ہونی چاہیے کیونکہ یہ خود زمان و مکان کی خالق ہے۔ نیز اس علت کے لیے واجب ہے کہ وہ عدم سے مادہ اور زمان و مکان تخلیق کرنے کی قدرت رکھتی ہو۔ زمان و مکان کے حدوث سے ہی ثابت ہوتا ہے کہ وہ ذات زمان و مکان اور مادی وجود سے ماورا (Beyond) ہے۔ اس براہ راست علت کو بھی ہم خدا اس لیے نہیں کہہ سکتے کہ قانون علت کی رُو سے علت میں جب تمام شرائط موجود ہوں تو معلول لازم ہوتا ہے، نیز یہ قانون بھی مادی دنیا کا قانون ہے جبکہ ہم مادہ اور توانائی سے ماورا کسی Cause کی بات کر رہے ہیں۔ غالباً یہی وہ نکتہ ہے جسے مشہور صوفی و فلسفی عین القضات ہمدانی بے زماں مابعد الطبیعیاتی نسبت سے تعبیر کرتے ہیں۔ مشہور جاپانی فلسفی تُشہکو از تسو ہمدانی کے اس تصور کو اس طرح بیان کرتے ہیں:

> " منطقہ ورائے عقل میں خدا کا غائی مابعد الطبیعیاتی علت ہونا ایک بالکل ہی مختلف شکل اختیار کر لیتا ہے۔ یہاں سب سے اہم کلیدی اصطلاح وجہ اللہ ہے۔ بیان کی اس سطح پر اس شے کا اظہار جو خلق کا معنی دیتی ہے وجہ اللہ کے ذریعے کیا جاتا ہے۔ ہمدانی نے یہ فقرہ، جو براہ راست قرآن سے ماخوذ ہے، اس مخصوص نسبت کے علامتی اظہار کے لیے فلسفیانہ طور پر استعمال کیا ہے جو وجود کی علت اور تمام موجود اشیا کے درمیان پایا جاتا ہے۔ اس نسبت کو تصورِ زمان کے جملہ انسلاکات سے مطلقاً خارج کیا جانا چاہیے۔ یہ ایک بے زماں، مابعد الطبیعیاتی نسبت ہے۔"[24]

یہ مسئلہ اسی صورت حل ہوتا ہے جب ہم اس میں شعوری ارادے کا دخل دیں کیونکہ ارادے کے پیچھے کسی محرک کا ہونا لازم نہیں، بلکہ اس کے دائرہ کار میں یہ بات شامل ہے کہ دو مماثل اشیا میں فرق کرے یعنی جب امکان میں دو برابر کے ممکن پائے جائیں تو یہ فیصلہ کرے کہ کس کو خلعت وجود سے بہرہ مند کرنا ہے۔[25]

عام ذہن کے لیے یہ دقت ہو سکتی ہے کہ کسی ہستی کا زمان و مکان سے فوقیت کیونکر ممکن ہے؟ مگر حقیقت تو یہ ہے سائنسی اور ریاضیاتی اعتبار سے ایسا ممکن ہے کیونکہ بلیک ہول میں زمان و مکان دم توڑ دیتا ہے۔ یہ تصور دراصل ہمارے لیے اس لیے مشکل ہے کہ زمان کا تصور پہلے اور بعد کے شعور سے مربوط ہے، ہمارے مشاہدے میں یہ دنیا ایک تغیرِ مسلسل ہے اور اس متبدل دنیا میں ہم اشیا اور حوادث کا ادراک یکے بعد دیگرے کرتے ہیں۔[26] چنانچہ امام غزالی کہتے ہیں کہ زمان کا تصور دراصل اضافی اور ذہنِ انسانی کے ادراکی عمل کی پیداوار ہے نہ کہ حقیقی ہے۔ واضح رہے کہ ہندی فلسفے میں ادویت ویدانت کے ماننے والے بھی امر کے قائل رہے ہیں کہ زمان مکان حقیقی نہیں بلکہ یہ صرف ہمارے محدود انفرادی شعور کی چیزیں ہیں جس کا تعلق انسانی احساسات اور تخیلات سے ہے۔[27]

عصر حاضر کے معروف محقق ڈاکٹر وحید عشرت کہتے ہیں:

> ”میرے خیال میں زمان کی حرکت کی ازل سے ابد کی طرف رجعت بھی انسانی تفہیم کی تحدیدات کا شاخانہ ہے، زمان مشرق سے مغرب یا ایک نقطہ سے دوسرے نقطہ تک حرکت نہیں کرتا زمان کی حرکت اپنی ذات اور اپنے بطون میں، ہم جس حرکت کو ازل سے ابد تک یا ماضی سے حال اور مستقبل کی صورت میں مفہوم دیتے ہیں، وہ ہمارے اپنے ذہن کی آفریدہ ہے اور اس کا مرکز ثقل یا اس کی معنویت، ہماری اپنی ذات سے ہے۔“[28]

انسانی ذہن کے لیے یہ ممکن ہی نہیں ہے کہ وہ غیر زمانی عدم کا تصور کر سکے یا یہ جان سکے کہ ایک ”قبل“ ایسا بھی ممکن ہے جو اپنی فطرت اور مزاج کے اعتبار سے غیر زمانی ہو، کتنی ہی غلط فہمیاں ایسی ہیں جو محض ذہن و وہم کی تخلیق ہے۔ تشہکواز تسو اسے ہمدانی کے حوالے سے یوں بیان کرتے ہیں:

> ”تمام موجودات کی خدا سے یکساں نسبت ہے۔ وہ جن کا وجود وقتِ موجود میں ہے، وہ جن کا وجود ماضی میں تھا، اور وہ جو مستقبل میں وجود رکھیں گی، یہ سب خدا سے اپنی نسبت کے باب میں ایک دوسرے برابر ہیں۔ یہ ہماری عقل ہے جو ان کے درمیان زمانی تواتر قائم کرتی ہے، یہ سوچتی ہے کہ یہ چیز اس چیز سے پہلے آتی ہے۔ ہمدانی کے نزدیک تمام اشیا ذاتاً لاشے ہیں اور منطقہ ورائے عقل میں ان کا باضابطہ مفہوم میں سرے سے کوئی وجود نہیں۔
>
> وقت، گویا کہ، حرکت کا ظرف ہے، اور حرکت وہیں عمل میں آتی ہے جہاں اجسام ہوں۔ سو جہاں صرف لاشے ہوں، یعنی کچھ نہیں، وقت صورت پذیر نہیں ہو سکتا۔“[29]

حضرت شاہ ولی اللہ بھی جب ”ازل“ کی بات کرتے ہیں تو ان کے مطابق ازلیت اصل میں ظرف تصوری ہے اور ارادہ الٰہیہ اس ظرف تصوری ہے۔[30] اس موقع پر علامہ اقبال قرآن کے حوالے سے ایک دلچسپ نظریہ پیش کرتے ہیں ان کا خیال ہے کہ:

> "The conception of God and the meaning of Prayer. Thus Divine time is what the Quran describes as the "Mother of Books" in which the whole of history, freed from the net of causal sequence, is gathered up in a single super-eternal "now".[31]

قرآن مجید میں جسے "ام الکتاب" کہا گیا ہے دراصل وہ "زمانِ الٰہی" ہے جو ماضی اور مستقبل سے بالکل بلند ہے۔ وہ ایک ایسے Single Super Eternal now کا تصور پیش کرتے ہیں جس میں وجود کے تمام زمانی پہلو سمٹ جاتا ہے۔ اقبال کا یہ تصور ابن عربی سے بھی کسی قدر مستعار معلوم ہوتا ہے کہ تمام امکانی موجودات خالق کے سامنے آنِ واحد میں اپنے زمان و مکان اور ازل سے آخر تک اپنی تمام معنوی اور خارجی صورت و ماہیت کے ساتھ موجود ہیں۔[32]

حرف آخر:

ان تمام تر مباحث سے یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں ہوتی ہے کہ نظریہ اضافیت اور وقت اور مکان کے بارے میں بھی جدید تصورات نے جہاں اس کائنات کو دیکھنے کا زاویہ تبدیل کیا ہے وہیں یہ تصورات ہماری جدید الٰہیات کی تشکیل میں بھی غیر محسوس انداز میں اپنا کردار ادا کر رہے ہیں۔ ضرورت دراصل اس امر کی ہے کہ ہم جدید طبیعات سے استفادہ کرتے ہوئے ایک ایسی الٰہیاتی ماڈل کی تشکیل کی جانب بڑھیں جو ایک آزاد خیال عقل پسند انسان اور ایک مذہبی ذہن دونوں کے لیے نہ صرف قابل قبول ہو بلکہ وہ وہ مذہبی متون کی فلسفیانہ روح اور منشا کے بھی منافی نہ ہو۔

حواشی و مراجع:

[1] https://archive.org/details/in.ernet.dli.2015.101166/page/n49/mode/2up?q=time+and+space

[2] سورۃ الحدید:13

[3] النیسابوری، مسلم بن الحجاج أبوالحسن القشیری(م:۲۶۱ھ)، صحیح مسلم، تحقیق: محمد فؤاد عبدالباقی، داراحیاء التراث العربی۔ بیروت، باب کتاب الذِّکرِ وَالدُّعَاءِوَالتَّوبَۃِوَالِاستِغفَارِ، بَابُ مَایَقُولُ عِندَالنَّومِ وَأَخذِالمَضجَعِ، حدیث نمبر:2713۔

[4] بھگود گیتا۔ ادھیائے:11، شلوک 19۔

[5] Bhagavad Gita As it is., A.C. Bhakti Vedanta Swami, Prabhupda, Bhakti Vedanta Book Trust, Mumbai India, Edition 2nd, 1986۔(مترجم مقالہ نگار حافظ محمد شارق، بھگود گیتا۔ ادھیائے:8، شلوک:9.)

[6] Isaiah 57:15 (RSV)

[7] Ibid

[8] Hawking, Stephen, 1942-2018. A Brief History of Time. New York :Bantam Books, 1998. Page 21

[9] See Lisa Grossman, "Why Physicists Can't avoid a Creation Event," New Scientists, January 11, 2012.

[10] Stephen Hawking and Roger Penrose, The Nature of Space and Time: The Isaac Newton Institute Series of Lectures (Princeton, NJ: Princeton University Press, 1996), 20

[11] Moses Maimonides, The Guide for the Perplexed, 2nd ed., trans. by M. Friedländer (New York: Dover Publications, Inc., 1956), Pt. 2, Ch. 13 (p. 171).

[12] Paul Davies, God and the New Physics, Simon and Schuster, 1984, page 120

[13] Paul Davies, God and the New Physics, Simon and Schuster, 1984, page 123

[14] https://www.britannica.com/science/space-physics-and-metaphysics

[15] https://arxiv.org/ftp/arxiv/papers/1110/1110.0003.pdf
[16] E. Romero, Gustavo, Introduction to Black Hole Astrophysics, Springer, 2013, P#1.
[17] R obert E. Krebs, Carolyn A. Krebs , Greenwood Publishing Group, 2003 page 271

[18] Atharvaveda 19. 53.3 :Text From: http://titus.uni-frankfurt.de/texte/etcs/ind /aind/ved/av/avs/ avs.htm.

[19] شری مد بھگوتم پران، کنڈ شلوک 29 تا 33، https://vedabase.io/en/library/sb/9/3/advanced-view/

[20] النمل، 40۔

[21] بنی اسرائیل، 52

[22] The Century Dictionary: An Encyclopedic Lexicon of the English Language, Part 1, Editor, William Dwight Whitney, Century Company, 1889, page 868

[23] نعیم احمد، تاریخ فلسفہ جدید، علمی کتب خانہ، لاہور 1983، صفحہ 164

[24] تشہیکو از تسو، آفرینش اور اشیا کا بے زمانی نظام، مترجم: میمن، محمد عمر، مجلس ترقی ادب۔ لاہور، 2016ء، ص 139۔

[25] امام غزالی، تہافت الفلاسفہ، تقدیم: مولانا محمد حنیف ندوی، ادارہ ثقافت اسلامیہ، لاہور، صفحہ 114، (2010)

[26] قاضی قیصر الاسلام، فلسفے کے بنیادی مسائل، نیشنل بک فاؤنڈیشن، اسلام آباد، طبع ہفتم 2012، ص 206۔

[27] عابدی، وزیر حسن، زمان و مکان، ڈائرکٹر ترقی اردو بیورو، ویسٹ بلاک ۸ آر کے پورم، نئی دہلی، جولائی ۱۹۸۷ء، ص ۳۱۔

[28] نفس مصدر، ص ۷۱۔

[29] تشہیکو از تسو، آفرینش اور اشیا کا بے زمانی نظام، مترجم: میمن، محمد عمر، ص 144۔

[30] عابدی، وزیر حسن، زمان و مکان، ص ۴۲۹۔

[31] Iqbal, The Reconstruction of Religious Thought in Islam, Stanford University Press, California, 2012, page 61

[32] عابدی، وزیر حسن، زمان و مکان، ص ۴۳۶۔